بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

گذشتہ ماہ کی ۲۵ ر کو علی گڈھ مسلم یونیورسٹی میں سخت بدنظمی اور فساد کا جو واقعہ ہوا ہے وہ حد درجہ شرمناک اور لائقِ مذمت ہے، آج کل طلباء میں ڈسپلن اور نظم و ضبط کا جو فقدان ہے، اور جس کے مظاہرے آئے دن اِدھر اور اُدھر ہوتے رہتے ہیں، علی گڈھ کے واقعہ کو بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی سمجھنا چاہیے، لیکن جہاں تک علی گڈھ کا تعلق ہے اوّل تو اس یونیورسٹی کے طلباء اب تک ڈسپلن کے لئے بڑے نیک نام تھے، اس واقعہ نے اس نیک نامی کو بری طرح داغدار اور مجروح کر دیا ہے۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یونیورسٹی مثل ایک خاندان یا گھرانہ کے ہوتی ہے، جس میں طلباء اور طالبات کی حیثیت اولاد کی۔ اساتذہ کی چچا اور تایاؤں کی ہوتی ہے اور وایس چانسلر اس خاندان کا سربراہ ہوتا اور طلباء کے لئے باپ کی حیثیت رکھتا ہے، اولاد باپ سے کیسی ہی ناراض اور خفا ہو لیکن کبھی باپ پر ہاتھ نہیں اُٹھاتی، اس بناء پر محترم وائس چانسلر کے ساتھ خصوصاً اور بعض اساتذہ و دیگر حضرات کے ساتھ عموماً جو معاملہ پیش آیا ہے وہ اس حیثیت سے اور زیادہ افسوسناک ہے، ہم نہیں سمجھتے کہ کن لفظوں میں اس عظیم سانحہ پر اپنے عمیق حزن و ملال اور یونیورسٹی سے براہِ راست تعلق کے باعث ندامت و شرمندگی کا اظہار کریں۔
چوں کہ ان واقعات کی تحقیق اور ان پر رپورٹ دینے کے لئے متعدد سرکاری اور غیر سرکاری کمیٹیاں بن گئیں۔ اور وہ اپنا کام کر رہی ہیں اس لئے سرِ دست یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم خود اس ہنگامہ کے علل و اسباب اور ان کے نتائج کے بارہ میں اپنی کوئی رائے پیش کریں، لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس واقعہ سے طلباء، یونیورسٹی کا

اڈمنسٹریشن اور پولیس جس کی فائرنگ سے تین طلباء مجروح ہوئے، ان تینوں کا براہِ راست تعلق ہے ہمیں امید رکھنی چاہئے کہ تحقیقاتی کمیٹیاں ایمانداری اور دیانت سے اپنے مفوضہ فرائض انجام دے کر وضاحت کے ساتھ یہ بتا سکیں گی کہ ان تینوں میں سے ہر ایک نے اس سلسلہ میں کیا کیا؟ اپنی ذمہ داری سے کس حد تک سبکدوشی حاصل کی؟ اور کس سے کیا غلطی اور کوتاہی ہوئی ہے؟ اور آئندہ کے لئے اس صورتِ حال کا سدباب کیوں کر ہوسکتا ہے؟

کسی ادارہ کے ساتھ جو لوگ کسی خاص قسم کا نفرت یا محبت کا 'جذباتی تعلق' رکھتے ہیں، یہ بالکل طبعی بات ہے کہ جب اس ادارہ میں کوئی شدید قسم کا حادثہ پیش آجاتا ہے تو اُس وقت یہ جذبات خود بخود ابھر آتے ہیں۔ اور زبان وقلم سے اُن کا بیساختہ اظہار ہونے لگتا ہے، چنانچہ علی گڈھ کے اس واقعہ کے سلسلہ میں بھی یہی ہو رہا ہے۔ جو جس کے جی میں آرہا ہے بے تکلف اس کا اظہار کر رہا ہے۔ اگر ان تمام اقوال اور آراء کو یکجا کر دیا جائے تو اچھی خاصی ایک داستانِ امیر حمزہ مرتب ہوسکتی ہے، مثلاً ایک ذمہ دار شخصیت نے فرمایا کہ "وائس چانسلر چونکہ بہت بڑے نیشنلسٹ تھے اس لئے وہ برداشت نہ ہو سکے" ذرا غور فرمایئے! اس ایک قول کی زد کہاں کہاں پڑتی ہے؟ کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہوا کہ سابق تینوں وائس چانسلر یعنی ڈاکٹر ذاکر حسین، کرنل بشیر حسین زیدی اور مسٹر بدرالدین طیب جی، اتنے بڑے نیشنلسٹ نہیں تھے، اس لئے وہ برداشت ہو گئے، علاوہ ازیں ایک یونیورسٹی (خصوصاً وہ جو سنٹرل یونیورسٹی ہو) مثل ایک شہر یا ایک ملک کے ہوتی ہے۔ اور جس طرح ملک میں اچھے برے ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، اسی طرح یونیورسٹی میں بھی ہوتے ہیں، اس بناء پر چند افراد کے اعمال کا ذمہ دار ایک پورا ادارہ کیوں کر ہوسکتا ہے؟ آج بدقسمتی سے ہمارے سماج کا حال کیا ہے؟ ہر شخص اسے جانتا ہے، لیکن اس کے باوجود کیا کسی کا یہ کہنا درست ہوگا کہ پورا ملک خائن اور غدار ہے ــــ بے ایمان اور کاچور ہے، فرقہ پرست اور تنگ نظر ہے، ہرگز نہیں؟

گذارش کا مقصد یہ ہے کہ جب تک حقائق کا جائزہ وسعتِ نظر اور شرحِ صدر کے ساتھ نہیں لیا جائیگا۔ ہماری کوئی مشکل حل نہیں ہوسکتی، آج طلباء میں ڈسپلن کا فقدان ملک کا ہمہ گیر مسئلہ ہے، کہیں اس کا ظہور